السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو ثابت کیا ہے، لہٰذا سنت طریقہ یہی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اس کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں مصافحہ سے متعلق ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے جس میں اس کا طریقہ نہیں بلکہ مشروعیت کو بیان کیا ہے۔ شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مصافحہ کی تعریف بایں الفاظ کرتے ہیں ’’کہ ایک ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملایا جائے۔ [فتح الباری، ص: ۶۶، ج ۱۱]

عربی زبان میں ’’صفحہ ‘‘ہاتھ کی ہتھیلی کو کہتے ہیں۔ اس لفظ سے مصافحہ بنا ہے جو باب مفاعلہ ہے اور مشارکت کا تقاضا کرتا ہے، یعنی دو ہتھیلیوں کا اس عمل میں شریک ہونا مصافحہ کہلاتا ہے۔ چنانچہ لسان العرب میں ہے کہ مصافحہ ،ہاتھ پکڑنے کو کہتے ہیں۔ جب ایک آدمی کسی دوسرے سے مصافحہ کرتا ہے تو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو اس کے ہاتھ کی ہتھیلی میں رکھ دیتا ہے۔ (ص: ۵۱۴، ج ۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں دو معلق اور دو موصول احادیث بیان کی ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بایں حالت تشہد کی تعلیم دی کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے مصافحہ بالیدین کو ثابت کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ حدیث ملاقات کے وقت مصافحہ سے متعلق نہیں، بلکہ یہ تعلیم کے اہتمام سے تعلق رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مصنف ہدایہ نے اس حدیث کو نماز کے بیان میں ذکر کیا ہے اور حاشیہ میں اس کی وجہ بایں الفاظ بیان کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ، اس لئے تھاما تاکہ ان کا دماغ حاضر رہے اور التحیات کی تعلیم دیتے وقت کوئی چیز رہ نہ جائے۔ [حاشیہ نمبر۷، ہدایہ، ص: ۹۳، ج ۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عام طور پر عادت مبارکہ تھی کہ دوران تعلیم مخاطب کا ہاتھ پکڑلیتے تھے، جیسا کہ حضرت ابوقتادہ اور ابو دھماء کہتے ہیں کہ ہم ایک دیہاتی کے پاس آئے اور اس نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اس علم سے کچھ سکھا نے لگے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا۔ [مسند امام احمد، حدیث نمبر: ۲۰۶۲۴]

پھر اگر اس حدیث کو مصافحہ کے طریقہ کے لئے بطور دلیل تسلیم کرلیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بڑا آدمی دونوں ہاتھوں سے اور چھوٹا آدمی ایک ہاتھ سے مصافحہ کرے، حالانکہ اس انداز کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا، لہٰذا اس حدیث کا مصافحہ کے طریقہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ مصافحہ کی مشروعیت کو ثابت کرنے کے لئے دوسرا واقعہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرماتھے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور (میری توبہ قبول ہونے پر) مجھے مبارک باد دی۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ان دونوں واقعات میں ملاقات کا مصافحہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعلم کے دوران ہاتھ تھامنا ملاقات کا مصافحہ نہیں ہے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مصافحہ کا رواج تھا تو آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔ [صحیح بخاری، الاستیذان: ۶۲۶۳]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے بھی مصافحہ کی مشروعیت کو ثابت کیا ہے۔

اس باب کی آخری حدیث میں حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ [حدیث: ۶۲۶۴]

اس حدیث میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک ہاتھ کا ذکر ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہ مصافحہ کا بیان ہے نہ ہی اس میں ملاقات کے وقت مصافحہ کا ذکر ہے۔ اس طرح مصافحہ کا باب مکمل ہوگیا۔ اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک دوسرا باب بایں عنوان قائم کیا ہے ’’دوہاتھ تھامنے کا بیان ‘‘اس باب کے متعلق شارح بخاری مولانا احمد علی حنفی سہارنپوری لکھتے ہیں کہ جب مصافحہ کے بغیر بھی دونوں ہاتھوں کا پکڑنا جائز ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو الگ باندھ دیا۔ مولانا سہارنپوری کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کا تعلق مصافحہ سے نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو موصولاً لائے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس روایت کا اصل محل یہی باب ہے۔ اس سلسلہ میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت حماد رحمہ اللہ کا ایک اثر بھی بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کیا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک دو ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کے قائل نہیں تھے کیونکہ انہوں نے اپنی ایک کتاب ’’البر والصلہ ‘‘میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بایں الفاظ بیان کی ہے ،کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی سے ملاقات فرماتے تو اپنا ہاتھ مبارک اس وقت تک نہ کھینچتے جب تک وہ خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا ۔ [فتح الباری، ص :٦٨، ج ١١]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس وضاحت سے دو ہاتھ سے مصافحہ کی تردید کی ہے کہ تابعی حماد بن زید نے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے دو ہاتھ سے مصافحہ کیا لیکن خود عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ دو ہاتھ سے مصافحہ کے قائل نہیں تھے ، رہ گئے حماد بن زید تو ان کا عمل متعدد احادیث اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ مصافحہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے ،کتب احادیث میں تقریباً چوبیس احادیث ایسی مروی ہیں جن میں مصافحہ کے وقت ایک ہاتھ ملانے کا ذکر ہے ،آخر میں ایک ہاتھ کے مصافحہ پر احناف ہی کا ایک حوالہ پیش خدمت ہے ۔ابن عابدین درمختار کے حاشیہ ردالمختار میں لکھتے ہیں کہ ''اگر حجر اسود کو چومنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ دے اور انہیں چوم لے یا ایک ہاتھ رکھے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اپنا دایاں ہاتھ رکھے کیونکہ شرف اور بزرگی کے کاموں میں یہی دایاں ہاتھ استعمال ہوتا ہے ، ''بحر العمیق'' نامی کتاب سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ حجر اسود اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے اور مصافحہ تو دائیں ہاتھ سے ہی کیا جاتا ہے ۔ [ردالمختار، ص :٦٦، ج ٢]

آخر میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی وضاحت سے ہم اپنے فتویٰ کو مکمل کرتے ہیں، فرماتے ہیں یہ فصل اس بات کے بیان میں ہے کہ دائیں ہاتھ سے کون سا کام مستحب ہے اور بائیں ہاتھ سے کون سا کام کرنا چاہیے ۔چیزوں [کا لینا ، کھانا پینا ، مصافحہ کرنا دائیں ہاتھ سے بہتر ہے ۔ اسی طرح دائیں جانب سے وضو کا آغاز کرنا ، جوتا پہننا اور اپنے کپڑے زیب تن کرنا وغیرہ ۔ [غنیۃ الطالبین

مختصر یہ ہے کہ مصافحہ کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ صرف دائیں ہاتھ سے کیا جائے ۔ بایاں ہاتھ اس کے لئے استعمال نہ کیا جائے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد :2 صفحہ :404